OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

التعليق النجیح علی مشکوٰۃ المصابیح میں شیخ اثری کا منہج استنباط واستدلال: تجزیاتی مطالعہ
An Analytical Study of Methodology of Shaykh *Atharī* about Elicitation & Inference in *'al-Ta'līq alnjyḥ 'Ala Mishkūt al-Maṣābīḥ*

Muhammad Farooq Iqbal
PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
Hafiz Abdul Rahman Madni
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
Iftkhar Ali
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University. Lahore

Abstract

Shaykh Muhammad Rafiq Athri is considered one of the most eminent scholars of the era. He was the trustee of Musnad Hadith of Darul-Hadith Muhammadiyah Jalalpur, Peerwala. Allah, the Exalted, had given you an abundant share of the knowledge of Hadith. In this context, where he compiled the interpretation of several hadith books in Arabic and he also reformed many important frameworks in Urdu for general use.Al-Taliq al-Najih Ala Mishkat al-Masabih is a terrific link in the sequence of hadith. Shaykh Athri has embellished this degree with essential significance. This book is equally beneficial for students and teachers of hadith. The prominent feature of this book is the smooth style of narration. In this paper, an attempt has been made to explain the style and introduction of this unique book with examples.

Key word: Mishkūt al-Maṣābīḥ, al-Ta'līq alnjyḥ, Shaykh Atharī, Hadith, Muhammadiyah, essential significances, Elicitation, Analysis

CC BY

تمہید

نبی کریم ﷺ کی احادیث طیبہ کو محدثینِ کرام نے مختلف اسلوب کے ساتھ جمع کیا۔ بعض نے فقط اپنی کتب میں صحیح احادیث کا التزام کیا اور ہمہ قسمی امور کی احادیث کو یکجا کیا۔ اس ترتیب کو "جامع" کہا جاتا ہے۔ اس ترتیب کی مثال کہ جس طرح امام بخاری وامام مسلم رحمہا اللہ نے اپنی کتب کو مرتب فرمایا۔ بعض محدثین نے سنن کی ترتیب پر احادیث مبارکہ کو جمع کیا مثلاً: سنن اربعہ وغیرہ۔ بعض محدثین کرام نے کسی ایک استاذ کی روایات یا صحابہ کرام کی روایات کو بنا کسی عنوان و موضوع کی تحدید کے یکجا کیا جس کی مثال امام احمد ابن حنبلؒ کی مسند ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح حدیث کی کتاب ہے کہ جس کو جامع کی طرز پر لکھا گیا کہ اس میں مرقوم احادیث طیبہ حیات انسانی کے ہر معاملہ میں رہنمائی کرتی ہیں۔ چاہے ان کا امور کا تعلق عقائد سے ہو، عبادات سے ہو، معاملات سے ہو، خرید و فروخت کے مسائل سے ہو، فتن سے ہو یا پھر مناقب سے ہو۔ مختصراً یہ کہ اس عظیم کتاب میں سیرت طیبہ اور فرامین رسول اللہ ﷺ کا بیش قیمت خزانہ جمع کر دیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کو اللہ رب العزت نے قبول عام بخشا۔ یہ کتاب تمام مدارس دینیہ میں داخل نصاب ہے۔ طلبہ دین کی تفہیم کے لیے اس کی کئی ایک عربی شروحات لکھی گئیں ان شروحات میں سے ایک بہترین شرح "التعلیق النجیح" ہے کہ جس کے مؤلف شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثریؒ ہیں۔

بنیادی سوال

اس تحقیقی مقالہ کے بنیادی سوالات درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1. التعلیق النجیح علی مشکوٰۃ المصابیح میں وہ کون سے مقامات ہیں جہاں آپ کا منہج استنباط واستدلال محدثین سے مطابقت رکھتا ہے؟
2. التعلیق النجیح علی مشکوٰۃ المصابیح میں مختلف فیہ مقامات کون سے ہیں اور ان کی وجوہ ترجیح کیا ہے؟

مؤلف کا تعارف

شیخ محمد رفیق اثریؒ بنیادی طور پر ریاست پٹیالہ، ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر لگ بھگ دس برس تھی اس طرح آپ کا سن پیدائش تقریباً 1937ء ہوا۔ ریاست پاکستان کی طرف سے آپ کے خاندان کو ڈیرہ غازیخان میں رہائش کے لیے جگہ الاٹ کی گئی۔ ہجرت کے ابتدائی ایام آپ کے خاندان نے لودھراں میں گزارے بعد ازاں ان کو علم ہوا کہ خاندان کے کچھ لوگ جلالپور پیروالا میں آکر آباد ہوئے ہیں تو یہ سب بھی یہاں آکر آباد ہوئے اور مستقل سکونت یہاں اس وجہ سے بھی اختیار کرلی کہ دارالحدیث محمدیہ، جلالپور پیروالا میں مولانا سلطان محمود محدث جلالپوریؒ کی مسند حدیث معروف تھی۔ شیخ اثریؒ نے محدث جلالپوریؒ کے زیر سایہ مکمل دینی تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم آپؒ رمضان کی تعطیلات میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ کے پاس بھی درس حدیث کے سماع کے لیے تشریف لے جاتے۔ یہاں آپ کو مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلویؒ سے بھی استفادہ کا موقع میسر آیا۔ شیخ اثریؒ نے 1956ء میں دارالحدیث محمدیہ، جلالپور پیروالا سے تدریس کا آغاز کیا اور محدث جلالپوریؒ کی وفات کے بعد ان کی مسند حدیث کے جانشین اور وارث قرار پائے اور تاحیات اس عظیم منصب پر فائز رہے۔ آپؒ نے تقریباً 84 برس کی عمر میں 28 ستمبر، 2021ء کو وفات پائی۔[1] غفر اللہ لہ۔ شیخ اثریؒ کا معروف علمی ورثہ درج ذیل ہے کہ جو یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں:

1. ضوء السالک

2. التعليق النجيح
3. الكوثر الجارى(الجامع الصحیح للبخاریؒ پر یہ تعلیقات ہیں)
4. مؤطا امام مالک کا اردو ترجمہ
5. نيل المرام کا اردو ترجمہ
6. مشكوة المصابيح کا اردو ترجمہ
7. التعليقات السلفية على االفية االحديث از امام عراقیؒ
8. فقاہت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ
9. تاریخ جلالپور
10. مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری، حیات، خدمات و آثار۔ وغیرہ

التعليق النجيح کا مختصر تعارف

یہ شرح شیخ اثریؒ نے اپنے استاذ گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ کے توجہ دلانے پر مرتب فرمائی۔ اس شرح کو مرتب کرتے وقت شیخ اثریؒ نے اس امر کا خاص اہتمام کیا کہ شرح اور متن حدیث میں مطابقت ہو۔ اس شرح سے امہات الکتب کی طرف مراجعت میں آسانی ہو اور طلبہ حدیث مسائل کو مستنبط کرنے میں ماہر ہو جائیں۔ اس شرح کی تکمیل شیخ اثریؒ نے 28 فروری 1994ء کو کی جب کہ بوجوہ یہ کتاب (جلالپور پیروالا: اثری ادارہ نشر و تالیف) سے 2014ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ یہ شرح دو مجلدات پر محیط ہے۔ کل صفحات 1295 ہیں جبکہ مجلد ثانی کے صفحات کی ترقیم میں مجلد اول کی ترقیم ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یعنی مجلد ثانی کے پہلے صفحہ کا نمبر 683 ہے جبکہ مجلد اول کا اختتام 682 نمبر صفحہ پر ہوا۔

وجہ تسمیہ

اس شرح کا نام" التعليق النجيح "محدث محب اللہ شاہ راشدیؒ نے سن 1991ء میں اس وقت تجویز کیا کہ جب آپ دار الحدیث محمدیہ جلالپور پیروالا تشریف لائے اور شیخ اثریؒ نے انہیں اپنی یہ تعلیقات و حواشی دکھلائے تاکہ آپ اس بابت ان کی دعا لے سکیں۔ شاہ محب اللہؒ اس پر بہت خوش ہوئے، دعائے خیر کی اور اس خدمتِ حدیث کی تحسین فرمائی۔ جبکہ النجيح کے معانی معقول، درست اور صائب وغیرہ کے ہیں۔ اس کے حروف اصلیہ (ن ج ح) ہے۔ اسی سے "رایٌ نجيح" کا لفظ بھی عربی محاورہ میں مستعمل ہے جس کا معنیٰ ہے: معقول رائے۔[2]

التعليق النجيح کی نمایاں خصوصیات

اس شرح کو مفید بنانے کے لیے شیخ اثریؒ نے اس میں چند امور کا التزام کیا جو کہ مختصراً درج ذیل ہیں:

1. احادیث کے حوالہ جات و تخریج کے لیے ان کتب احادیث کا التزام کیا کہ جو نسخہ جات مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں تاکہ مراجعت سہل اور آسان ہو جائے اور طلبہ تخریج حدیث کے ذوق کو جلا بھی بخش سکیں۔
2. تخریج احادیث کے لیے خطیب تبریزیؒ کی اشارہ کردہ کتب کے علاوہ دیگر کتب احادیث کو بھی شامل کیا۔
3. تخریج حدیث کے حوالہ جات کو مفصل انداز میں اس طرح مرتب کیا گیا کہ متعلقہ کتاب اور باب کے ساتھ صفحات کے نمبر بھی درج کیے گئے۔

4. احادیث طیبہ کی کتب کی ترقیم بھی کی گئی ہے کہ جسے عرف عام میں (International Numbering) کہا جاتا ہے۔ شیخ اثریؒ نے اس بات کا بھی التزام کیا کہ احادیث کی تخریج کے وقت ان کی ترقیم بھی ذکر کردی تاکہ کسی کے پاس اگر ترقیم والا نسخہ ہو تو اسے تخریج حدیث میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔
5. تخریج حدیث میں شیخ اثریؒ نے ایک خوبصورت اضافہ یہ بھی کیا کہ متعلقہ کتب سے ابواب کتاب کو بھی نقل کیا تاکہ طلبہ میں یہ صلاحیت پیدا ہو کہ وہ حدیث اور باب کے تعلق کو سمجھ سکیں اور استنباط مسائل کے قابل ہو جائیں۔
6. متن میں مذکور مشکل و ثقیل الفاظ کے مطالب و معانی کو شرح کا حصہ بنایا۔
7. مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحلیل کا التزام کیا۔
8. مشکوٰۃ المصابیح کی دوسری و تیسری فصل میں مذکور احادیث طیبہ کی اسنادی حیثیت پر کلام کیا اور اصل مصادر و مراجع سے رواۃ حدیث کی بابت ائمہ فن کے اقوال ذکر کیے۔
9. اختلافی مسائل میں فقہائے کرام کے اقوال کو مختصراً ذکر کرنے کے ساتھ آپ اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ ادلہ کی بنیاد پر راجح موقف واضح کر دیتے ہیں۔
10. شیخ اثریؒ نے مختلف شروحاتِ حدیث مثلاً: فتح الباری لابن حجرؒ، شرح النووی لمسلمؒ، التمہید شرح مؤطا امام مالکؒ، عون المعبود، تحفۃ الاحوذی، مرقاۃ المصابیح اور مرعاۃ وغیرہ کو بھی تعلیق کا حصہ بنایا۔

توضیح متن میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

متن کی بابت حواشی درج کرتے وقت شیخ اثریؒ اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ عربی عبارت سلیس اور قابل فہم ہو۔ تاکہ طلبہ حدیث کے لیے عبارت کی تفہیم مشکل نہ رہے۔ آپؒ بسا اوقات نصیحت کا اسلوب بھی اپناتے ہیں۔ مثلاً: ابتدائے کتاب میں صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزیؒ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی نیت کی اصلاح کی بابت معروف روایت بطور مقدمہ کتاب کے لائے، اس پر شیخ اثریؒ نے حواشی درج کرتے ہوئے فرمایا: "أشار المصنف بالبداية بهذا الحديث قبل الشروع في ذكر الكتب والأبواب اِلي حسن نيته في تاليفه هذا الكتاب وأنه قصد بها وجه الله فقط وأراد به تنبيه الطالب على تحسين النية و ترغيبه اِلي تصحيح الطوية (مرعاة ج1 ص 36) "[3]

شیخ اثریؒ نے وضاحت فرمائی کہ صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب کے ابواب و فصول کی ابتداء و آغاز سے قبل نبی کریم ﷺ کی نیت کی بابت حدیث بیان کر کے دراصل اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ان کا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد فقط اللہ رب العزت کی خوشنودی کا حصول اور خدمت حدیث ہے اور وہ اس عظیم کام پر کسی قسم کے دنیوی فائدے کی طلب سے مستغنی ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ حدیث بیان کر کے گویا طلبہ حدیث کو بھی متنبہ کر دیا کہ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے اپنی نیتوں کو اللہ جل شانہ کے لیے خالص کر لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ اثریؒ نے تعلیق میں یہ بھی وضاحت فرمادی کہ یہی قول اس ابتداء کی وضاحت کی بابت صاحبِ مرعاۃ نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا ہے اور اس کا حوالہ بھی درج کر دیا تاکہ مراجعت سہل ہو۔ شیخ اثریؒ مشکوٰۃ المصابیح کے ابواب کے الفاظ کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں تاکہ طلبہ اس باب کے مفہوم اور اس میں مذکور احادیث کے فہم سے صحیح طور پر واقف ہو سکیں۔ مثلاً: "باب التیمم" پر آپ نے درج ذیل وضاحت درج کی:

"اَلتیمم فی اللغة القصد وفی الشرع القصد اِلی الصعید الطیب بمسح الوجه والیدین بنیة استباحة الصلاۃ و نحوها وهو من خصائص هذه الامة نصا و اجماعا (مرعاۃ)"[4]

شیخ اثریؒ نے یہاں لفظ تیمم کی وضاحت میں صاحب مرعاۃ کی شرح کو بطور مرجع کے سامنے رکھتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ تیمم سے مراد قصد کرنا ہے لیکن شرعی نقطہ نظر سے اس سے مراد طہارت کو حاصل کرنے کی نیت سے پاک مٹی کی طرف قصد کرنا اور چہرہ اور ہاتھوں کے ساتھ مسح کرنا تیمم کہلاتا ہے۔ جبکہ ساتھ یہ بھی وضاحت فرمائی کہ یہ امت محمدیہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مٹی کو طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اسی باب کی فصل اول کی پہلی حدیث میں لفظ "طهوراً " کی بابت آپؒ رقمطراز ہیں:"بفتح الطاء اَی مطهرا"[5]کہ حدیث میں لفظ طہور کے ف کلمہ کا اعراب فتحہ کے ساتھ ہے کہ جس کا معنیٰ "پاک کرنے والی شے "کا ہے۔یعنی اللہ رب العزت نے مٹی کو پاک کرنے والا بنایا ہے۔"باب تاخیر الاذان" کے ذیل میں الفاظ حدیث "الفجر المستطیل و الفجر المستطیر "کی شرح میں شیخ اثریؒ نے وضاحت کی کہ مستطیل سے مراد وہ صبح کی روشنی ہے کہ جو سیدھی آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔مزید ان الفاظ کی توضیح آپؒ نے اس طرح کی:

"تسمیه العرب ذنب السرحان و یقال له الصبح الکاذب - والمستطیر ای الذی اِنتشر ضوءه فی افق السماء الشرقی و یقال له الصبح الصادق"[6]

آپؒ نے مستطیل اور مستطیر کے لفظ کی بابت سلیس انداز میں تفصیل سمجھائی کہ اہل عرب آسمان میں سیدھا چڑھنے والی صبح کی کرن کو بھیڑیے کی دم سے مسمی کرتے تھے اور اس صبح کو صبح کاذب کہتے تھے جبکہ ایسی صبح کی کرن کہ جو آسمان میں لمبائی کی صورت میں پھیل جائے اسے اہل عرب صبح صادق کہتے ہیں۔بسا اوقات کسی مشکل لفظ کی توضیح شیخ اثریؒ اختصار سے ذکر کر دیتے ہیں اور اس لفظ کے متبادل کوئی ایسا لفظ ذکر کرتے ہیں کہ جس سے معنیٰ کی تفہیم قاری کے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ مثلاً:"کتاب الصلاۃ ، باب الموقف"کی دوسری فصل کی ایک حدیث میں الفاظ ہیں:"ثم رفع رأسه ثم رجع القهقري حتى سجد بالارض"[7]اس عبارت میں" القهقرى" کا لفظ غریب ہے،یعنی ثقیل لفظ ہے کہ جس کے معنیٰ کی تفہیم مشکل ہے۔ شیخ اثریؒ نے اس کی وضاحت میں فرمایا:"ای رجع اِلی الوراء"[8]کہ اس لفظ" القهقرى "کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ سر کو اٹھانے کے بعد پیچھے کی طرف لوٹے۔ یہاں آپؒ نے "القهقرى "کا مترادف آسان اور سہل لفظ" الوراء "ذکر کیا کہ جس کے معنیٰ سے پڑھنے والا بنا کسی دقت کے واقف ہو جاتا ہے۔اس طرح کے مقام کی ایک اور مثال کہ جہاں حدیث طیبہ میں وارد لفظ ثقیل تھا اور روزمرہ کی عربی میں مستعمل نہیں تھا وہ خطیب تبریزیؒ نے کتاب الایمان کی تیسری فصل میں ذکر کیا کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:"فضرب عمر رضی الله عنه بیده بین ثدیی فخررت لاِستِی"[9]"پس مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سینے پر ہاتھ کے ساتھ ضرب لگائی،اور میں سرین کے بل گر گیا"

درج بالا عبارت میں " لاِستِی "کا لفظ دقیق اور ثقیل تھا۔ اس کے معنیٰ سے مکمل واقفیت فقط اس شخص کو ہو سکتی ہے کہ جو عربی کے غریب و ثقیل الفاظ سے تعارف رکھتا ہو۔ اس کے معنیٰ کو طلبہ حدیث کے لیے آسان کرنے کی خاطر شیخ اثریؒ نے شرح کرتے ہوئے لکھا:"قوله فخررت لاِستِی ای سقطت علی مقعدی من شدۃ ضربه له"[10]آپؒ نے لفظ کی وضاحت سلیس عربی مین ذکر کر دی کہ اس لفظ کا معنیٰ ہے کہ راوی حدیث بیان کر رہے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ضرب

کی وجہ سے میں سرین کے بل گر گیا۔ بعض مقامات پر متن میں جمع کے صیغے مذکور ہوتے ہیں اور قاری ان سے جلد مطلع نہیں ہو سکتا۔ شیخ اثریؒ نے شرح میں اس معاملہ کا بھی لحاظ رکھا کہ آپ جمع کے لفظ کا واحد اور واحد لفظ کی جمع کی طرف اشارہ فرمادیں تاکہ اس کی پہچان میں دقت پیش نہ آئے۔ مثلاً: خطیب تبریزیؒ "کتاب الجنائز ، باب دفن المیت" کی دوسری فصل میں ایک روایت لائے: "فنادیٰ منادي رسول الله ﷺ:ردوا القتلیٰ اِلیٰ مضاجعهم"[11] "رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے ندا دی: تم شہداء کو ان کی جائے شہادت کی طرف واپس لاؤ"

درج بالا عبارت میں دو الفاظ " القتلیٰ اور مضاجعهم" جمع کے صیغے تھے۔ ان کی مزید تفہیم کے لیے شیخ اثریؒ نے ان کے واحد کے صیغے شرح میں ذکر کر دیے۔ آپ رقم طراز ہیں: "جمع قیتل والمضاجع جمع المضجع ای المصرع"[12] کہ "القتلیٰ" جمع ہے قیتل کی اور "المضاجع" جمع ہے مضجع کی۔ ساتھ آپ نے فائدہ کے طور پر یہ بھی ذکر کر دیا کہ المصرع سے مراد مقتل ہے۔ اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو: " کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقة" میں خطیب تبریزیؒ نبی کریم ﷺ کی ایک معروف روایت لائے کہ جس میں اس فاجرہ خاتون کی مغفرت کا ذکر ہے کہ جس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اس روایت میں عبارت اس طرح ہے: " مرت بکلب علی رأس رکی "۔ اس عبارت میں لفظ " رکی " غیر معروف اور ثقیل ہے۔ اس کی توضیح کی بابت شیخ اثریؒ نے فرمایا: "الرکی بفتح الراءِ جنس الرکیة وهی البئر، وجمعه رکی و رکایا"[13] لفظ "رکی" کی آپؒ نے تبیین اس طرح کی کہ اس کے اعراب کو بھی واضح کیا اس لفظ کی (ر) یعنی (ف) کلمہ پر فتحہ (زبر) پڑھنا ہے۔ ساتھ یہ بھی ذکر کیا کہ اس سے مراد کنواں ہے۔ ساتھ اس لفظ کی جمع کی بھی وضاحت کر دی اس کی جمع لغت عرب میں دو اوزان کے ساتھ مستعمل ہے، پہلا وزن "رُکی" ہے اور دوسرا وزن "رکایا" ہے۔ متن کے پیچیدہ مقامات کی تمام شرح میں شیخ اثریؒ نے اسی طرز پر تبیین و توضیح بیان کی ہے کہ مبتدی طالب علم کہ جو حدیث کا درس لے رہا ہے وہ متن کے تمام ثقیل و مشکل مقامات کو با آسانی حل کر لے گا۔

حدیث میں وارد مشکل الفاظ کی لغوی توضیح میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

احادیث طیبہ میں بعض ایسے الفاظ بھی وارد ہوتے ہیں کہ جن کے صیغہ جات کی تحلیل کرنا یا بالفاظ دیگر جن کی صرفی و نحوی اعتبار سے تحلیل کرنا ایک مشکل، دقیق اور محنت طلب امر ہوتا ہے۔ جبکہ ان کی لغوی تحلیل کے بنا مفہوم حدیث سے مکمل روشناسی کا حاصل ہو جانا بعید ہوتا ہے۔ شیخ اثریؒ اس طرح کے الفاظ پر خصوصی توجہ دے کر شرح میں ان کی کافی اور شافی تحلیل ذکر کر دیتے ہیں تاکہ قاری حلِ حدیث میں کسی قسم کی مشکل میں نہ رہے۔ اس ضمن میں آپ کبار ائمہ حدیث و ائمہ لغت کو اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر " کتاب الاِمارۃ والقضایا" کی فصل اول کے ذیل میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک روایت میں "عمیة " کا لفظ ہے۔ اس کی تبیین و وضاحت کے لیے آپؒ نے امام نوویؒ کا قول نقل کیا: "قال النووی بکسر العین و ضَمِهاوکسر المیم المشددۃ و تشدید الیاء، لغتان مشهورتان"[14]

کہ امام نوویؒ نے اس لفظ " عمیة " کی دو لغتیں بیان کی ہیں یعنی اس لفظ کے اعراب کو دو طرح پڑھا جانا درست ہے۔ اولاً: اس کے (ف) کلمہ یعنی پہلے حرف ع پر کسرہ پڑھیں، میم پر تشدید کے ساتھ کسرہ پڑھیں جبکہ اس لفظ کے آخری حرف پر بھی کسرہ پڑھیں۔ ثانیاً: دوسری لغت یہ ہے کہ حرف ع پر ضمہ (پیش) پڑھیں اور بقیہ حروف پر وہی سابقہ اعراب پڑھیں۔ اس وضاحت سے گویا شیخ اثریؒ نے طلبہ حدیث کے لیے لفظ کی لغات کو واضح کر دیا۔ بعض اوقات کسی صیغہ کے اعراب کی توسمجھ

آرہی ہوتی ہے لیکن اس لفظ کے متعلقہ باب تک پہنچنا مشکل ہو رہا ہوتا ہے۔ شیخ اثریؒ نے ان مقامات کا بھی لحاظ کیا اور کسی مشکل لفظ کی لغوی توضیح کرتے وقت اس کے باب کی طرف بھی رہنمائی کر دی۔ مثلاً:"كتاب الجنائز ، باب ما يقال عند من حضره الموت "کی فصل اول میں خطیب تبریزیؒ سیدۃ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کی روایت لائے کہ جس میں ان کے متوفی خاوند سیدنا ابو سلمۃ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کی میت پر کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا:

"اللهم اغفر لأبى سلمة وارفع درجته فى المهديين واخلفه فى عقبه فى الغابرين........"[15]

"اے اللہ ابو سلمۃ کو بخش دے اور ان کا مقام ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور ان کے لواحقین کے درمیان ان کا جانشین بن جا........"

درج بالا عبارت میں ایک لفظ" اخلفه "ہے۔اس میں کچھ ایسے پہلو ہیں کہ جن کی وضاحت طلبہ حدیث کو بیان کرنا ضروری ہے۔ مثلاً: اس لفظ کا باب کونسا ہے اور اس کی ابتداء میں ہمزہ ہے یا الف ہے وغیرہ۔ اس کی بابت شیخ اثریؒ نے وضاحت و تبیین ذکر فرمادی۔ آپ رقمطراز ہیں:"قوله واخلفه ، بهمزة الوصل وضم اللام - بابه من نصر ينصر"[16] آپؒ نے اس لفظ "اخلفه" کی بابت 3 چیزیں واضح کیں۔ **اولاً:** کہ اس کے ابتدا میں موجود ہمزہ، ہمزہِ وصلی ہے کہ جو دوران کلام میں نہیں پڑھا جاتا۔ **ثانیاً:** اس لفظ کے ع کلمہ (حرف لام) کی بابت ذکر کیا کہ اس پر ضمہ (پیش) پڑھنا ہے۔ **ثالثاً:** اس کے باب کی وضاحت کی کہ یہ ثلاثی مجرد کا باب "نصر ينصر" ہے۔

شیخ اثریؒ لفظ کی نحوی تحلیل کرتے ہوئے اس کا محلِ اعراب بھی بعض مقامات پر ذکر کر دیتے ہیں۔ اس میں خاص التزام یہ کرتے ہیں کہ کسی لفظ پر اگر ایک سے زائد اعراب پڑھنے جائز ہوں تو ان کی مکمل تفصیل مع ترکیب کے رقم فرمادیتے ہیں۔ مثلاً: "كتاب الصلاة ، باب الذكر بعد الصلوٰة" کی فصل اول کے ذیل میں خطیب بغدادیؒ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت لائے کہ جس میں نماز کے بعد تسبیح، تہلیل اور تکبیر کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:"من سبح الله فى دبركل صلاة ثلاثا و ثلاثين و حمدالله ثلاثا و ثلاثين و كبر الله ثلاثا و ثلاثين فتلك تسعة و تسعون و قال تمام المائة : لا اله الاالله وحده....."[17] کہ جس بندے نے ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر کی تسبیح کی اور 100 کا ہندسہ مکمل کرنے کے لیے ایک مرتبہ " لا اله الاالله وحده..." مکمل پڑھا تو اللہ رب العزت اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس حدیث طیبہ میں ایک لفظ "تمام" ہے۔ اس کی اعرابی حالت لچک دار ہے۔ اس کی تبیین کی بابت شیخ اثریؒ فرماتے ہیں:

"لفظ تمام، اِما منصوب على أنه مفعول به لقال ، لانه فى المعنىٰ جملة اذ ما بعده عطف بيان او بدل او خبر محذوف فصح كونه مقول القول ، او مرفوع على أنه مبتداء و خبره لا اله الا الله الخ ، فيكون تمام مع خبره حالا من ضمير سبح والعائد محذوف اى حال كون تمام مائة عليها الخ"[18]

آپؒ نے لفظ "تمام" کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس پر نصب (فتحہ\زبر) پڑھی جائے تو اس وقت اسے ترکیب میں "قال" فعل کا مفعول بنایا جائے گا۔ اور اگر اس پر ضمہ (پیش) پڑھیں تو تب یہ ترکیب میں مبتدا بنے گا اور اس کی خبر "لا اله

الا اللہ "کا مکمل جملہ بنے گا۔ اس صورت میں لفظ" تمام "اپنی خبر کے ساتھ مل کر حال بنے گا۔ یہ توضیح کسی بھی لفظ کی طلبہ دین کے لیے شافی ہے۔ اس سے ان میں ترکیب کا فہم پیدا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ الفاظ کے اعراب پر ان کی نظر کو گہرا کرنے کا سبب بنے گی۔ شیخ اثریؒ بسا اوقات توضیح لفظ کی بابت کسی مصدر میں مذکور کسی امام کا قول بھی نقل کر دیتے ہیں۔ مثلاً:" کتاب الصلاۃ ، باب الذکر بعد الصلاۃ "کی فصل ثالث میں ایک روایت لائے جس میں ایک جملہ میں حرف باء لغوی طور پر قابل وضاحت تھا۔ کیونکہ لغت عرب میں (باء) متعدد معانی کے لیے مستعمل ہے۔ عبارت کے الفاظ تھے:"اصاب اللہ بك"۔ اس کی بابت شیخ اثریؒ نے مرقاۃ سے امام ابن حجر العسقلانیؒ کا قول نقل کر دیا۔ آپ رقمطراز ہیں:"قال ابن حجر الباء زائدۃ للتاکید والتقدیر اصابك اللہ(مرقاۃ)"[19] کہ امام ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس جملہ میں حرف باء زائدہ ہے اور وضاحت کی کہ یہاں یہ جملہ میں تاکید پیدا کرنے کے لیے وارد ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ امام ابن حجرؒ نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ عبارت دراصل اس طرح ہوتی اگر اس میں حرف باء کو حذف کر دیا جاتا" اصابك اللہ "۔ الغرض متن میں جس مقام پر بھی کسی لفظ کی تحلیل مطلوب تھی تو شیخ اثریؒ نے اس کو ملحوظ رکھا اور شرح میں اس مقام کی توضیح درج کر دی۔

آیات قرآنیہ کی تخریج اور کتب تفاسیر سے استدلال میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

احادیث طیبہ میں کئی ایک مقامات پر قرآن مجید کی آیات کے اجزاء شامل متن ہوتے ہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ بسا اوقات کسی بات کی بابت کوئی آیت مبارکہ پڑھ کر اس کے متعلق کچھ فرما دیا کرتے تھے۔ حدیث کی تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلبہ حافظ قرآن نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض اوقات تو آیت کریمہ کی تخریج میں حفاظ کرام بھی مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شیخ اثریؒ نے اس بابت یہ التزام کیا کہ جہاں جہاں آیات کے اجزاء متن حدیث میں وارد ہوئے ان کی تخریج ذکر کر دی اور اس آیت سے کس مقام تک کے الفاظ قرآنی مراد ہیں ان کی بھی تحدید کر دی۔ مثال کے طور پر"کتاب النکاح ، باب النفقات و حق المملوك" کی فصل ثالث کے ذیل میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یتیم کے مال کی بابت دو آیت مبارکہ کا کچھ حصہ مذکور ہے۔ اس کی تخریج اور تحدید کرتے ہوئے شیخ اثریؒ رقمطراز ہیں:

"سورۃ الاسراء، الآیۃ 34، وتمامھا (حتی یبلغ اشدہ) /سورۃ النساء، الآیۃ 10، وتمامھا (انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا)"[20]

آپؒ نے آیات مذکورہ کی تخریج ذکر کی اور ساتھ جہاں تک روایت میں مطلوب معانی تھے ان کی تحدید بھی ذکر کر دی کیونکہ متن حدیث میں مکمل تحدید کی بجائے آیات مبارکہ کا جزء وارد ہوتا ہے۔ خصوصاً آیات قرانیہ کی شرح میں شیخ اثریؒ کتب تفاسیر سے بھی استدلال کو مع مفصل حوالہ کے نقل کر دیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:"کتاب الایمان ، باب الایمان بالقدر" کی فصل ثانی کے ذیل میں ایک روایت میں آیت مبارکہ کا ایک قلیل حصہ درج ہے، وہ حصہ یہ ہے:"واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم "اس آیت کے جزء کی شیخ اثریؒ نے تخریج ذکر کرنے کے بعد اس معنیٰ کی بابت امام رازیؒ کی تفسیر سے ان کا قول نقل کیا۔ آپؒ فرماتے ہیں:"سورۃ الاعراف 173، قال الفخر الرازی فی التفسیر(ج 15، ص 51) ظاھر الآیۃ یدل علی انہ تعالیٰ اخرج الذریۃ من ظھور بنی آدم......."[21]

شیخ اثریؒ نے متن میں مذکور آیت کی تخریج بھی ذکر کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر میں امام رازیؒ کی تفسیر کا مع حوالہ کے ذکر کیا کہ امام رازیؒ نے اس آیت کی شرح اپنی تفسیر کی جلد نمبر پندرہ کے صفحہ نمبر اکاون پر درج کی ہے۔

رواۃ حدیث کے اسماء کی توضیح میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

اقوال واحوال رسول اللہ ﷺ ہم تک بسلسلہ سند پہنچے ہیں بسا اوقات راوی حدیث کی تعیین میں مشکل پیش آتی ہے۔ شیخ اثریؒ نے اس معاملہ کا خیال رکھا اور ہر ایسے مقام پر راوی کی تعیین یا اس کے اسم کی توضیح بیان کی کہ جہاں مشکل پیش آسکتی تھی۔ مثال کے طور پر خطیب تبریزیؒ "کتاب الایمان ، باب الایمان بالقدر" کی فصل دوم میں ایک روایت ایک راوی حدیث "ابو خزامة" کے واسطے سے لائے۔ متن روایت میں اس راوی کی فقط کنیت درج ہے جبکہ اس کے نام کی بابت کوئی تفصیل موجود نہ تھی نہ ہی اس پر کوئی کلام خطیب تبریزیؒ نے نقل کیا۔ شیخ اثریؒ اس کی بابت لکھتے ہیں:"واسم ابی خزامة ، یعمر - کما في تجرید اسماء الصحابة للذهبی "[22] آپؒ نے وضاحت فرمائی کہ ابی خزامہ کا نام یعمر ہے اور یہی نام اس راوی کا امام محمد بن احمد الذھبیؒ نے بھی اپنی تالیف "تجرید اسماء الصحابۃ" میں ذکر کیا ہے۔بسا اوقات ایسا بھی مشکل نام سلسلہ سند میں آجاتا ہے کہ جس کا درست اعراب و تلفظ طلبہ حدیث کے لیے پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں اگر کسی مقام پر ایسا نام وارد ہوا تو شیخ اثریؒ نے اس کے اعراب کی وضاحت بھی بیان کی۔ مثلاً: "کتاب الصلوۃ، باب قیام شھر رمضان" کی فصل ثالث میں ایک راوی کا نام "عبد الرحمن بن عبد القاری" مذکور ہے۔ اس کا اعراب اور تلفظ ثقیل ہے۔ اس کی توضیح کی بابت شیخ اثریؒ رقمطراز ہیں:"بتشدید الیاء،نسبة الی قبیلة قارة، وفی مخطوطة الحاکم عبدالرحمن بن القاریّ"[23] آپؒ نے یہاں اس راوی کی بابت تین باتیں واضح فرمائیں۔ اولاً: کہ لفظ قاری کا اعراب یاء کی تشدید کے ساتھ ہے۔ ثانیاً: یہ وضاحت کی کہ یہ قبیلہ قارۃ کی طرف نسبت سے منسوب ہے۔ ثالثاً: یہ واضح کیا کہ حاکم کے ایک مخطوط میں عبد القاری کی بجائے عبد الرحمن بن القاریّ ہے۔ بسا اوقات راوی کا نام بھی مذکور ہوتا ہے اور اس کا اعراب و تلفظ بھی آسان ہوتا ہے، اب اگر یہ مذکورہ راوی غیر معروف ہو یا قلیل الروایۃ ہو تو شیخ اثریؒ اس راوی کی بابت بھی کوئی تفصیل بیان فرما دیتے ہیں۔ اس کی مثال ملاحظہ ہو: "کتاب النکاح ، باب الولیمة "کی فصل ثانی میں خطیب تبریزیؒ ایک روایت "سُفینة " کے واسطہ سے لائے۔ یہ راوی غیر معروف ہے۔ اس کے متعلق آپؒ فرماتے ہیں:"وهو مولیٰ امِ سلمة"[24] کہ یہ راوی حدیث سیدۃ ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا۔ اس طرح کی توضیحات اسمائے رواۃ کی بابت اس شرح میں موجود ہیں۔ کہ جو طلبہ حدیث کے لیے درس حدیث کے دوران علم اسماء الرجال کے دراسہ میں ممد و معاون ہیں۔

اختلافی مسائل کے بیان میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

التعلیق النجیح میں شیخ اثریؒ جب مسائل کے بیان پر مبنی احادیث طیبہ کی شرح کرتے ہیں تو ایک خاص اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ ایسا کوئی معاملہ کہ جس کی بابت فقہائے کرام کا اختلاف ہو تو آپ کا اس کو بیان کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

اولاً: آپ فقہائے کرام کی آراء نقل کرتے ہیں۔

ثانیاً: جس موقف کو راجح سمجھتے ہیں اس کی بھی وضاحت فرما دیتے ہیں۔

ثالثاً: راجح موقف کی تائید میں کوئی اور روایت بطور دلیل ذکر کر دیتے ہیں۔

رابعاً: مؤید دلیل کا حوالہ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

اس بیان کی ایک مثال ملاحظہ ہو: خطیب تبریزیؒ "کتاب النکاح ، باب الولی فی النکاح واستئذان المراۃ" کی فصل ثانی میں ولی کے ذکر والی مشہور روایت "لا نکاح الا بولی" لائے ہیں۔ نکاح میں ولی کی شرط والا معاملہ فقہائے کرام میں مختلف فیہ ہے۔ شیخ اثریؒ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

" قال السیوطی حمله الجمهور علی نفی الصحة و أبو حنیفة علی نفی الکمال ، انتہی- قلتُ الراجح انه محمول علی نفی الصحة بل هو المتعین کما یدل علیه حدیث عائشة الاتی و غیره (تحفة الاحوذی ج 2 ، ص 175) "[25]

شیخ اثریؒ نے بوقت نکاح ولی کی شرط کی بابت اس روایت کے ذیل میں تین نکات بیان فرمائے۔ **اولاً:** فقہائے کرام کا اختلاف ذکر کیا کہ امام سیوطیؒ کا قول ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ حدیث نکاح کی نفیِ صحت پر دلالت کرتی ہے جبکہ اختلاف یہ ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ اس حدیث کو نفی کمال پر محمول کرتے ہیں۔ **ثانیاً:** اپنی نظر میں راجح موقف واضح کیا کہ نفی صحت پر اس حدیث کو محمول کرنا درست اور راجح ہے۔ **ثالثاً:** اپنے بیان کردہ راجح موقف کی مؤید کے طور پر اسی باب میں اس حدیث کے بعد آنے والی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ذکر کر دیا۔ رابعاً: اس موقف کی مزید مراجعت کی غرض سے تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی کا حوالہ بھی نقل کر دیا۔ اختلافی مسائل کے بیان کا اس سے خوبصورت کوئی طریقہ شاید موجود نہیں کہ شارح اختلاف ذکر بھی کرے اور بنا کسی تنگ نظری کے فقط دلیل کی بنیاد پر ایک راجح موقف کی طرف رہنمائی بھی کر دے۔ شیخ اثریؒ نے اختلافی مسائل کو اسی طرح اپنی اس شرح میں بیان کیا ہے۔

تخریج حدیث میں شیخ اثریؒ کا اسلوب

التعلیق النجیح کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ شیخ اثریؒ نے اس میں تخریج حدیث کا مفصل التزام کیا ہے۔ یہ تخریج حدیث آپؒ چند اسالیب کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ یہ اسالیب نکات کی صورت میں آئندہ سطور میں مذکور ہیں۔

فقط متن حدیث میں بیان کردہ مصدر کی تخریج کرنا: مشکوٰۃ المصابیح کا اسلوب یہ ہے کہ خطیب تبریزیؒ حدیث بیان کرنے کے بعد اس کے مرجع ومصدر کی طرف "رواه مسلم ، اخرجه النسائی ، رواه البیهقی اور متفق علیه" جیسے صیغ استعمال کر کے اشارہ کرتے ہیں۔ شیخ اثریؒ کبھی ان بیان کردہ مصادر تک ہی تخریج کو محدود رکھتے ہیں اور ایسا آپؒ بہت قلیل کرتے ہیں۔ مثلاً: خطیب تبریزیؒ "کتاب المناقب ، باب مناقب القریش وذکر القبائل " کی فصل ثالث میں ایک روایت لائے کہ جس کے راوی سیدنا ابو هریرة رضی اللہ عنہ ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فقال(النبیﷺ): اللهم اهد دوساً و أت بهم، متفق علیه"[26] بیان حدیث کے بعد خطیب تبریزیؒ نے مصدر کی طرف رہنمائی کی کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس کی تخریج شیخ اثریؒ نے فقط اس مذکورہ مصدر تک ہی محدود رکھی۔ آپ رقمطراز ہیں: "البخاری فی کتاب المغازی ، باب قصة دوس والطفیل ، رقم 4392- ومسلم رقم 6450"[27]

شیخ اثریؒ نے فقط بیان کردہ مصدر کی تخریج ذکر کر دی اور ایک افادہ یہ بھی کیا کہ متعلقہ باب اور رقم الحدیث بھی بیان کر دیا تاکہ اگر کسی کے پاس ترقیم والے نسخہ جات ہوں تو انہیں بھی اس روایت کی تلاش میں آسانی ہو جائے۔

متن حدیث میں بیان کردہ مصدر کے علاوہ دیگر مصادر سے بھی تخریج نقل کرنا: شیخ اثریؒ اکثر اوقات تخریج حدیث مفصل ذکر کرتے ہیں۔ یعنی متن میں بیان کردہ مصدر کے علاوہ دیگر امہات الکتب سے بھی اس حدیث کی تخریج ذکر کر دیتے ہیں۔ اس

تخریج میں بھی آپؒ ابواب و ترقیم کے بیان کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کی مثال جیسے "کتاب المناقب ہی کے ایک باب: باب جامع المناقب" کی فصل اول میں نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہیں: "وعن انس عن النبی ﷺ قال: آية الايمان حب الانصار و آية النفاق بغض الانصار، متفق عليه"[28]"سیدنا انس سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض ہے (متفق علیہ)"

درج بالا متن میں اس کا مصدر الجامع الصحیح للبخاری اور الجامع الصحیح للمسلم بیان کیا گیا۔ شیخ اثریؒ اس کی تخریج کرتے اس طرح کرتے ہیں:"البخاري فی کتاب المناقب ، باب حب الانصار(ج 1، ص 534، ح : 3784)، و مسلم فی کتاب الايمان ، بابُ الدليل على ان حب الانصار و على آية الايمان (ج 1 ، ص 59، ح 74) و رواه ايضاً احمد فی المسند (ج 3، ص 134، 249) والنسائی"[29]

شیخ اثریؒ نے اس تخریج میں درج ذیل افادات بیان کیے: اولاً: ذکر کردہ مصادر کی تخریج کی اور متعلقہ مقامات پر ان کے، ذکورہ ابواب کا بھی ذکر کر دیا۔ ثانیاً: ذکر کردہ مصادر کے علاوہ دیگر امہات الکتب سے بھی اس روایت کی تخریج بیان کر دی۔ ثالثاً: تخریج کردہ روایات کا مفصل حوالہ نقل کیا(جلد نمبر وصفحہ نمبر وغیرہ)۔ رابعاً: تخریج شدہ روایات کی ترقیم بھی ذکر کر دی۔

تخریج حدیث کے ساتھ سند کی بابت کلام میں آپؒ کا اسلوب: سند حدیث کی تصحیح و تضعیف کا علم ایک اہم اور دقیق فن ہے۔ اسناد پر ہی دین کے تمام مصادر و مراجع کی بنیاد استوار ہے۔ شیخ اثریؒ کا یہ بھی اسلوب ہے کہ اکثر مقامات پر آپؒ تکرتیج حدیث کے ساتھ ساتھ اس مذکورہ سند کی بابت بھی توضیح فرمادیتے ہیں تاکہ قاری اس سند کے مرتبہ سے واقفیت حاصل کر سکے۔ اس ضمن میں آپؒ کبار ائمہ فن کے اقوال کی بنیاد پر ہی کسی راوی کی بابت جرح کا حکم درج کرتے ہیں تاکہ جرح مضبوط ہو اور اس پر کوئی اعتراض وارد نہ کرے۔ اس کی مثال ملاحظہ ہو: "کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ" کی فصل ثالث میں سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کا ذکر کیا کہ اس روایت کو امام بیہقیؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ شیخ اثریؒ نے امام بیہقیؒ اور امام ترمذیؒ کی طرف اشارہ کردہ روایات کی تخریج کی، آپ رقمطراز ہیں:

> "(ج 5، ص 445) رقم الحديث 7216- والترمذي في ابواب الامثال ، باب ماجاء فی مثل الله عزوجل لعباده(ج 4، ص35، ح 2859) وقال هذا حديث حسن غريب ، انتہیٰ، قلت : فی سنده بقية بن الوليد ، قال الحافظ في التقريب: صدوق كثير التدليس"[30]

شیخ اثریؒ نے اس تخریج میں درج ذیل افادات رقم کیے: اولاً: بیہقی اور ترمذی میں موجود روایات کی مکمل و مفصل تخریج ذکر کر دی۔ ثانیاً: احادیث کے ابواب ذکر کر دیے۔ ثالثاً: ترقیم احادیث ذکر کر دی۔ رابعاً: سند کی بابت امام ترمذیؒ کا قول نقل کر دیا کہ وہ اس سند کو حسن غریب کہتے ہیں۔ خامساً: سند کے وجہ ضعف کو واضح کر دیا کہ ایک راوی بقیۃ بن ولید کی وجہ سے یہ سند کمزور ہے۔ سادساً: بقیہ بن ولید کی بابت امام ابن حجر العسقلانیؒ کا قول نقل کر دیا کہ وہ اسے صدوق اور مدلّس قرار دیتے ہیں۔

نتائج بحث

التعلیق النجیح شیخ محمد رفیق اثریؒ کی مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرح ہے کہ جو جامع انداز پر مرتب کی گئی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد مشکوٰۃ کے دراسہ کو آسان بنانا ہے۔ شیخ اثریؒ کا انداز سہل اور سادہ ہے۔ آپؒ متن کی توضیح سلیس انداز میں فرماتے ہیں۔ مشکل الفاظ کے اعراب و صیغ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مفصل انداز میں تخریج حدیث نقل کرتے ہیں۔ رواۃ حدیث پر اگر کوئی جرح ہو تو ائمہ فن سے ان کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح مسائل میں فقہائے کرام کے اقوال نقل کرکے ادلہ کی بنیاد پر راجح موقف کی بھی نشاندہی فرمادیتے ہیں۔

References

[1] Bdlmnān Shūrsh Atharī, tadhkuruhu mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, ḥayāt khidmāt Athār, (ghayr mṭbw'h, frwry 2022', makhṭūṭ, 70
[2] Mawlānā Waḥīd al-Zamān, al-Qāmūs al-waḥīd (Lāhūr : Idārah Islāmīyāt, 2001'), Shīngh, najaḥa, 1610 -
[3] Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ (jlālbwr Bīr Wālā : Atharī Idārah Nashr wa ta'līf, 2014') 1 : 5-
[4] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 125.
[5] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 125.
[6] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 160.
[7]Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ (Lāhūr ; Maktabah mḥmdyh, 2014'), 1 512 -
[8] Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 252.
[9] Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 85.
[10]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 15
[11]Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 72
[12]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 380
[13]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 427
[14]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 805
[15] Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 40.
[16]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 360.
[17] Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 458.
[18] Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 221.
[19]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 223
[20]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,,2: 743
[21] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,,1: 31.
[22]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 32
[23]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 291.
[24]Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 711
[25] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 691
[26]Muḥammad ibn Allāh Khaṭīb Tabrīzī, Mishkūt al-Maṣābīḥ,5; 169.
[27]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 1240.
[28]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,5; 264
[29]Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,2: 1280
[30] Atharī, al-ta'līq alnjyḥ 'Alī Mishkūt al-Maṣābīḥ,1: 56.